۷۸۶

النور والضیاء

مجموعۂ فقہ

حضرت علامہ مفتی محمد حسین صاحب شوق پپلانوی
شعبۂ تالیف جامعہ محمودیہ رضویہ (لیاقت آباد)
ضلع میانوالی

(محمودیہ پرنٹنگ پریس

من لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور

النور والضیاء

فی

حقیقۃ البشریۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

عبدہ از فہم تو بالاتر است
زانکہ او ہم آدم و ہم جوہر است

جوہر او نے عرب نے اعجم است
آدم است و ہم ز آدم اقدم است

مدعا پیدا نگردد زیں دو بیت
تا نہ بینی از مقام ما رمیت

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

منجانب: شعبہ تالیف مدرسہ اسلامیہ محمودیہ

نزد جامع "ریاض الجنۃ" اہلسنت والجماعت [illegible]

(لیاقت آباد)

گذارش احوال

آج کل معاندانہ خدمت دین اور اصلاح و استحکام اسلام کے نام پر سادہ لوح مسلمانوں کو فریب کے لئے کتابچوں پمفلٹوں کی ایک مسلسل کھیپ رسالوں مقالوں کا ایک عظیم طوفان بد تمیزی برابر بڑھتا چلا آرہا ہے جن میں صلحائے امت پر تبرا کرنے کے سوا اہل حق کو کافر و مشرک کہنے کے علاوہ علمی تحقیق و تفتیش اصلاح و ضرورت کی کوئی بات نہیں ہوتی۔ ان نفرت و عداوت کے تحریروں کو دیکھ کر دل لہو کے آنسو روتا ہے۔ یہ حکمت قرآن کے مفسر اور رموز حدیث کے مسلم کاش کبھی تو لم تقولون ما لا تفعلون ۔ کے فرمان خداوندی کی گہرائیوں تک پہنچ سکے ہوتے اہل سنت والجماعت کے علماء متقدمین ہوں یا متاخر سابق ہوں یا لاحق ۔ کے مقابلہ میں اپنے تبحر علمی اور قرآن دانی کے خیالی ڈھول پیٹنے والے "الجبل دعلامہ" کاش ایک مرتبہ فرمان الٰہی ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب کے فلسفہ و حکمت پر غور فرمالیتے تو انہیں ان سطور کے لکھنے کی زحمت ہی نہ ہوتی۔ [illegible] کا واقعہ ہے جب ہم ایک شام

تو کہ زیادہ حضرت رسولِ کریم صلعم بعد ہی میں جیتے ہوں حقیقت رب کی زیارت اور دیدنی
دو دینی کی شیدا داری سے سعادت انعقاد ہوتی ہوئے رب تعالیٰ کا شکر کرتے تھے
لیکن ساتھ ہی ایک ابن الوقت گروہ شہر مدینہ کی مستقیم و لائقین کے شاہکار پنجاب
کے رہنے والے مجاز ہے کے مولوی صاحب کی سیرت عزالدین صاحب پر بھی بحیرہ وقفہ
حاکم ہو متفادہ کے جذبات میں اٹھ رہے تھے کہ مجبوری سپاہیوں کے
حرمت میں محفوظ و مضمون معتبر بہت اطراف سے دیکھتے کہ تمام وہ لوگ
مخالفین رسول اللہ کے نظر میں مشرک و کافر ہیں۔ العیاذ باللہ۔

اچانک ایک مرد مومن نے جو غالباً ہندوستان کا باشندہ تھا بڑھ کر سوال
سوال کیا۔ مولوی صاحب گستاخی معاف کیا آپ تاریخ کے صفحات میں کسی ایسے مولانا
یا محدث و مفسر کی نشاندہی فرما سکتے ہیں۔ جس نے کلمہ شریعت میں علم حاصل
کیا ہو اور پھر کسی دوسرے ملک میں جا کر ایک کافر کو بھی مسلمان کیا ہو یا کسی
ایک بت پرست کو سیدھا راستہ دکھایا ہو جنہیں تم مشرک و کافر گردانتے ہو۔
انہوں نے تو لاکھوں برگشتہ انسانوں کی رہبری کی ہے۔ ہزاروں بے کسوں کی
دستگیری فرمائی ہے۔ اور لاکھوں بت پرستوں کے زنار کاٹے ہیں۔ مقرر صاحب
بالکل خاموش اور بے بس ہو گئے۔ اس مرد میدان نے آگے بڑھ کر دونوں ہاتھ
سے مضبوطی کے ساتھ ان کی داڑھی پکڑی اور مولانا نے اپنے سر کے عمامہ کو جو بیٹھے
رکھا تھا اور شیخ چادر کی سے جبہ شریف مقدس پر ٹیک دیا لیکن پڑا تھا

شیر شاہ اور محافظ سپاہیوں نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا پھر نہ معلوم کس انتشار کا شکار ہو
گیا ہے۔ یہ کیفیت یہ ایک بہت بڑی تاریخی صداقت ہے ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے
جس کا انکار صرف تم کو ہمیں اپنی غفلت ہے۔ وہ پیر کو ہفت الیں کے برابر ہے
ماشاءاللہ ہم انہیں مقدس و برگزیدہ ہستیوں کے نام لیوا ہیں۔ جن کی قلندری
بے نیازی کا فاقہ کشی و سلطان صفت درویشی کا صدقہ اسلام عرب سے ایران سے
نکل کر طریقت کے جنگلات سے ہی ہندوستان کے ہند و عرب اور شمالی ہند میں کسی مشکل
کی طرح داخل ہوا تھا اور سے کا قندیل اسلاف داد و پیغام و خلفائے آباء انہیں کل
تک ہم مشرک و ہندو پن بچے رہے۔ جنہیں تم آج رحمۃ اللہ علیہ اور قدوت الابرار ہم
لکھتے ہو یہ بعد اسی طریقہ تمہاری آئندہ نسلیں ان بزرگان دین کو جنہیں تم کفرساز
دست بستہ کے لقب سے خوش ہو رہا رہبر و پیشوا تسلیم کریں گی مگر افسوس
وہ یہ سب تو دنیا انہیں خود گمراہ ہوں جائیں گی اس وقت آپ مر جائیں گے
ورنہ آنے والی نسلیں تمہاری یہ تمام سب و شتم یہ ساری دریدہ دہنیاں اختلاف
مسلک کے ایصال ثواب کے ضد پہ تمہاری نفرت انگیز خبیث وظیفہ دوروں کو
ہمیشہ یاد رکھیں گی۔ وقت ہے۔

نام نیک رفتگاں ضائع مکن
تا بماند نام نیکت یادگار !

بے مثل کی تصویر

کائنات ارضی و سماوی کا ہر گوشہ اس بے مثل تصویر کے نقش و نگار سے مزین ہے۔ انفس و آفاق کا ہر ذرہ اسی جلوۂ تنویر کی نورانی شعاعوں سے آئینۂ صفت ہے۔ سورج اور ستارے، دریا سمندر اور کنارے، دشت و بیاباں اور سر بفلک کوہسار تمام دیہات و امصار اور جملہ صحرا و گلزار موجود و مولود اس محبوب کے سہارے۔ وللہ در القائل۔

نہ سبزہ نہ پتے نہ گلچیں نہ مالی
نہ غنچے نہ کلیاں نہ بوٹے نہ ڈالی
نہ محمد ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

فرمایا۔ لولاک لما خلقت الدنیا۔ کیونکہ یہ صورت شمس احدیت کا عکس انوار ہے۔ بیشک خالق ہر شے کی ذات کی نعمت بے مثل بے مثال ہے اور اس نے اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حبیب بے مثل بے مثال پیدا فرمایا ہے۔ کیونکہ بے مثل کا مظہر مثل

ہی سمجھا چاہیے ۔ خدارا غور فرمائیے۔

(۱) جب ہم قول وفعل میں شب و روز کے احوال و معاملات میں حکم و احکام میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کے قول وفعل کو کسی کے حکم و احکام کی اتباع ناجائز سمجھتے ہیں ۔ ان کے مقابلہ میں کسی غیر کی فرماں برداری کو شرک کرواتے ہیں تو عملاً و اعتقاداً ہم انہیں بے مثل اور بے مثال ہی مانتے ہیں ورنہ کبھی تو ان کے بالمقابل کسی اور کا کہنا مان لینے کو شریعت سمجھتے

(۲) تمام انبیاء صورت و سیرت شوکت و شان میں ایک دوسرے سے فوقیت لے آئے ہیں کہ فرمایا ۔ فضلنا بعضھم علی بعض ۔ لیکن ہر پیغمبر کو ظاہری عیوب سے مبرا بلکہ نقائص سے پاک کر کے ہی اللہ تعالیٰ نے دنیا والوں کے سامنے پیش فرمایا ہے ۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے

ما بعث اللہ نبیا قط الا حسن الوجہ
حسن الصوت او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی اللہ تعالیٰ نے کبھی ایسا شخص رسول بنا کر نہیں بھیجا جو خوبصورت اور خوش آواز نہ ہو۔

(۳) آپ کا جسم ظاہری بے مثل بے مثال تھا۔ جب صورت کی روشنی میں چلتے تو رخ زیبا کا عکس آئینہ کی طرح دیواروں پر پڑتا۔ اگر ہنس دیتے تو اندھیری راتوں کی تاریکیاں دور ہوجاتیں ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے

نہ از رشد، قبلہ ولا بعدہ۔ میں نے ان کی مثال نہ ان سے پہلے والوں میں دیکھی نہ بعد والوں میں۔

(۷) آپ کمالات باطنی فیوض و برکات خوارق و معجزات میں بھی بے مثل تھے نہ آپ کے زمانہ میں کوئی دیکھا۔ نہ آپ سے پہلے کوئی سنا۔ ان صفات کی عجیبہ اور خوارق عجیبہ کی وجہ سے جس نے دیکھا انہیں فرشتہ کہا۔ فرشتے آپس میں ایک دوسرے کی مثل تو ہو سکتے ہیں لیکن فرشتوں نے بھی آپ کو دیکھ کر بے مثل ہی سمجھا اور علوہ الی اللہ کہا۔

(۸) مازاغ جس کی نگاہوں کی صفت۔ والیل جس کی زلفوں کی تعریف ہے۔ والشمس جس رخ انور کی مدح و ثنا ہے۔ والضحیٰ جس چہرے کا نقشہ ہے اس کا ہمسر کون ہے اس کا ثانی کہاں ہے وہ خود اپنی زبان فیض بیان سے فرمائیں۔ لست کاحد منکم

(۹) قرآن اللہ تعالیٰ کی کلام ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات بے مثل ہے اسی طرح اس کی صفات بھی بے مثل ہیں۔ در بالاتفاق قرآن کریم جامع کمالات و حسنات ہے۔ مانع نقائص و عیوب ہے۔ تو جس وجہ سے یاک کلام نازل ہوا اس کی مثل کوئی دوسرا کس طرح ہو سکتا ہے۔ خدائے قدوس نے فرمایا۔

فاتوا بسورۃ من مثلہ ان کنتم صادقین

اس کی طرح ایک سورۃ ہی بنا لاؤ اگر تم سچے ہو۔ مفسرین نے لکھا ہے۔

کر ان مشغول ضمیر حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھی راجع ہو سکتی ہے تو معنی ہوگا قرآن خود بھی بے مثل ہے۔ لیکن ایسے شخص کی حقیقت جس پر یہ نازل ہوا ہے وضعدار کوئی ہے۔ دکھاتے کیوں نہیں منہ کیوں چھپاتے ہو۔ او مشکو ذرا آئینہ تو دیکھو۔ خدا کی مار انکا پھٹکار جیسے سارے خلق کی لعنت و نحوست ان مبغوض و مقہور چہروں پر برس رہی ہو۔ حفیظنا اللہ۔

(۷) بھلا جسے خود رب العالمین قرآن میں محمد کہیں توراۃ میں احمد کہیں انجیل میں محمود کے نام سے پکاریں۔ محمد کے یہ تو مشتقات تھے جو اس کی ذات بابرکات پر ختم ہو گئے پھر اس کی مثال کہاں سے آ سکے۔ جس کی ذات پر خود بنانے والے کو ناز ہو۔ اور پھر جب اس بے مثل محبوب نے حقیقت کے آئینے میں اپنے رخ انور کی جھلک دیکھی تو بے ساختہ زبان سے نکلا۔

انا اعلمکم واخشاکم واتقاکم

جسے یاروں نے دیکھا تو احسن الناس اجود الناس اکرم الناس پکار رہے۔ کقول انس رضی اللہ عنہ کان احسن الناس اجود الناس واشجع الناس متفق علیہ۔ جنہوں نے دیکھا اس کی راہ میں آنکھیں بچھائیں۔ اس کے قدموں پر دل نچھاور کئے۔ اس کے حکم پر اپنے اعداء اللہ کے سر کٹوا دیئے۔ ان ایمان سے محروموں کو جبرائیل کی آنکھوں دیکھنے والوں کو قرآن سنانے کو قرآن والے سے خود قرآن سننے والوں کو یہ مشیت کی آواز کیسے سنائی دیتی ہوگی

کوئی مثل کوئی ہم رنگ نظر آتا نہیں ہے
پھر تو کہئے کہ یہ آخر کیسا تھا

(۸) اجود اکرم احسن یہ سب اسم تفضیل کے صیغے ہیں۔ لغت عرب میں ممدوح اور موصوف کو باقی ناس سے ممتاز کرنے ہی کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ اسم تفضیل وہ صفت ہے جو دوسرے میں موجود نہیں ہوتی۔ اور موصوف جب تک اس صفت میں بے مثل نہ ہو نہ مفضل کہا جاسکتا ہے نہ مفضل علیہ.

(۹) اگر کسی چیز میں دوسرا اس کی مثل ہے۔ تو وہ افضل و اکرم نہیں ہو سکتا جب تک متکلم کا منشا معنی خیر کثیر نہ لیا جائے وہ سب سے افضل نہیں ہو سکتا امثالکم بمعنی اشرفکم عام عربی زبان میں استعمال ہوتا ہے۔ یوحی الی اس بے مثل حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ یوحی الیہ ہونا ایسی صفت ہے کہ یہ صفت کوئی انسان دوسرے انسان کو کوئی امیر اپنی رعایا کو کوئی حاکم اپنے محکوم کو کوئی بادشاہ اپنے غلام کو ہرگز ہرگز عطا نہیں کر سکتا۔ فرمایا۔

واللہ یعلم حیث یجعل رسالتہ

صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اس نے اپنی رسالت سپرد کرنا ہے اور ظاہر ہی ہے کہ وہ بے مثل ہی ہوگا۔ ورنہ دوسروں سے محل رسالت و نبوت ہونے کی تخصیص کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ غور کیجئے۔

(۱۰) جس نے وحی کیا وہ بے مثل جو چیز وحی کی گئی وہ بے مثل وہ سب بے مثل جس پر کی

طرف منسوب کیا گیا وہ بے مثل نہ ہو تو پھر دونوں چیزوں کی بے مثلی خطرہ میں پڑ جاتی
ہے۔ اس لئے قرآن نے ترجیت بشری سے ما منی اعطنا اللہ احد میں مماثلت
کا ذکر کر کے فورا یوحی الی فرما کر حقیقت محمدیہ علیہ التحیۃ والتسلیم کو بے مثل کہہ
دیا۔ تاکہ کوئی کافر انہیں اپنے جیسا اور من کل الوجوہ اپنی مثل نہ سمجھنے لگے
پھر بھی کفار صورت کی مماثلت کو حقیقت کی مماثلت سمجھتے تھے۔ اس لئے
اللہ تعالیٰ نے جابجا قرآن میں کفار پر اس غلطی کا اظہار فرمایا ہے۔ ان
عقیدوں پر وہابیوں کی باتیں چل رہی ہیں۔

انظر کیف ضربوا لک الامثال

دیکھئے تو سہی کفار کن جزوں میں یہ اپنے آپ کو تمہاری مثل سمجھتے ہیں۔
کفار تو درکنار صحابہ کرام کے جم غفیر کو خود زبان نبوت سے ایکم مثلی کا اعلان ملا۔
الغرض قرآن ہدایت ہے آپ بھی ہادی ہیں قرآن رسول ہے۔ آپ
بھی رسول ہیں۔ قرآن کتاب ہے آپ بھی کتاب اللہ ہیں۔ قرآن مسلم علیہم
بے مثل ہے۔ فرمایا۔ فلا یاتون بمثلہ۔ لہذا
لہٰذا ۔ جو بے مثل کا مثال ہو وہ بھی یقینا بے مثل ہی ہوگا۔ وہ
قرآن صامت ہے۔ یہ قرآن ناطق ہے۔

وھو الحق ونحن علیہ ربنا امنا علیہ واحینا علیہ و
یرحم اللہ عبدا قال امینا۔ اللھم صل علی سیدنا محمد وآلہ وسلم

انجمن طرزان ملت

اسلام کے روزِ اول سے آج تک اہلِ سنت والجماعت کا یہ متفقہ اجماعی عقیدہ رہا ہے کہ تمام انبیاء اور خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و صفات کو اللہ تعالیٰ نے نوعِ بشریت اور لوازمات بشریہ میں عام انسانوں سے ممتاز افضل اور بے مثل مخلوق فرمایا ہے۔ لیکن کفارِ مکہ کی طرح بعض منکرین نے واحد مجسمی الحقیقت انسانوں سے لیکر اس ملت کی ایک دھوکہ منڈی ترتیب دے رکھی ہے۔ جن کا اسلام صرف حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو ہر وقت اپنے جیسا عام انسان ثابت کرنا ہے۔ اور محمد ﷺ مرتے جا ملے سرکار نبوت کو بے صفت بشر کہنا اور کہلوانا۔ ان کا یہی ایمان ہے۔ ہمارا عقیدہ بالکل واضح اور کھلا ہوا ہے۔ جس کی تائید میں سینکڑوں آیتیں ہزاروں حدیثیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ اور پیش کی جا چکی ہیں۔ کہ کسی انسان کی آنکھ کسی انسان کا سینہ کسی انسان کی عقل کسی انسان کی ظاہری صورت و شکل کسی انسان کا ظاہری حسن و جمال کسی انسان کا باطنی فضل و کمال ویسا نہیں ہو سکتا۔ جب کہ مولا کریم نے اپنے انبیاء کرام اور بالخصوص جناب

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے۔

لہٰذا:۔ کوئی انسان جو یہ دعویٰ کرے کہ میں نفس بشریت یا لوازمات بشریت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مماثل ہوں تو وہ مسلمان تو نہیں ہو سکتا باقی جو کچھ ہونا چاہے ہو سکتا ہے۔ میں اگر اس وقت اس مندرجہ بالا عقیدہ کی تائید میں ان آیات یا احادیث کا تذکرہ شروع کر دوں تو میرا اصل مدعا پر دوست ہو جائے گا۔ اور پھر بھی مجلدات کی ضخیم کتابوں اور دفتروں کی ضرورت پڑ جائے گی۔ جیسا کہ پہلے خصائص کبریٰ۔ مواہب لدنیہ۔ مدارج النبوۃ۔ شفائے قاضی عیاض۔ نسیم الریاض وغیرہ سینکڑوں بڑی بڑی کتابیں اسی موضوع شریف پر ایمان و محبت والوں نے تحریر فرمائی ہیں۔ افسوس کی بات یہی ہے آجکل پڑھے لکھے مسلمانوں نے ایسی ایمان افروز محبت افزا نورانی کتابوں کا مطالعہ بالکل ترک کر دیا ہے۔ اور سینما کے گانوں کے ٹھنڈوں کی طرح گندے اور غلیظ لٹریچروں کے دیکھنے کی عادت ڈال لی ہے جس سے ہی ہی غیرت ایمانی کی شعاع بھی بجھ جاتی ہے۔ محبت کے دریا خشک ہو جاتے ہیں اور اسلام کی سرسبز و شاداب کھیتی بے تدبیری سے جل جاتی ہے۔ آجکل یہی تمام ذہنی اور قلبی امراض کا اصل سبب ہو چکا ہے۔

ذرا سوچیں اور دل پر فرمائیے۔

قولہ تعالیٰ۔ یوم یعض الظالم علیٰ یدیہ یقول یٰلیتنی

اتخذت مع الرسول سبیلا ۵ جس دن ظالم لوگ اپنے
ہاتھ کو حسرت و ندامت کی وجہ سے کاٹیں گے اور کہیں گے وائے کاش!
ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کی راہ اختیار کی ہوتی۔

وائے آں جان کہ بادلدار تعلقی نرسید
مردہ آن تن کہ باو مژدۂ جانی نرسید

قولہ تعالیٰ

من لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور

جس شخص کو نورانیت کا حصہ نہیں ملا اسے کہیں بھی نور دکھائی نہیں دیگا
یہ ایک بین حقیقت ہے جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے آنکھیں تو دی ہیں لیکن
ان میں بصارت کی چمک عنایت نہیں فرمائی دل تو دیا ہے مگر اسے بصیرت
کی دولت ودیعت نہیں کی تو اسے دونوں جہانوں میں کچھ نظر نہیں آئے گا۔

فرمایا۔ من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی
جو شخص دنیا میں آنکھوں کے باوجود نابینا اور اندھا بن گیا ہے اسے آخرت
میں بھی اندھا ہی اٹھایا جائے گا۔ اللہ کی پناہ ایسے جرم و گناہ سے اللہ تعالیٰ کی
صفت کا کمال کائنات کے ہر ذرہ سے عیاں ہے اور جو جملہ تمام کائنات کا
اصل الاصول ہو جو خالق کائنات کا مقصود و مامول ہو۔ جس کو نبی و رسول

کا حصول ہو۔ اور وہ آدم بن جاتے ہوئے - فرزند آدم آدمیت ہو۔ سرور عالم دعا فرمایا
اس میں مناسب ہے باطن کو کوئی کان کوئی روشنی کوئی حیا نظر نہیں آتی - کیونکہ -

ذھب اللہ بنورھم کما علمتم -

تو بیشک ایسی آنکھ نکال دینی چاہیے اسے روشنی سے محروم کر دینی چاہیے۔
اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین مدینہ کی آنکھوں میں مٹی ہی کی
سلائیاں پھیر دی تھیں یہی خالق ارض و سما کا حکم تھا ورنہ رحمت عالم صلی اللہ
علیہ وسلم سے اپنے ذاتی اعداء کے بارے میں ایسی شدید کارروائی کی توقع نہ تھی
اسی لئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منافقین کے اس اعتراض پر غضبناک
ہوئے - کہ آسمان و زمین کی خبریں دیتا ہے اور ہمارے حال کی خبر نہیں - تو فرمایا

سلونی ما شئتم

آپ کو غضب ناک دیکھ کر فوراً حضرت عمر رضی اللہ عنہ زار و زار اسیر غربت
در رسالت سے دست بستہ عرض کیا -

رضینا باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا...

ونعوذ باللہ من سوء الفتن

اس فتنہ سے غالباً یہی ہے کہ بہر سبب نور فتنہ حیا و وہابیت ہی مراد تھا اس
وقت سر دست میرے سامنے جناب نور الحسن شاہ صاحب بخاری کی تحریر
ہے اس کے چند مختصر حوالے اور تمام تحریر کا لب لباب آپ کے سامنے

رکھ دیا جائے گا۔ اور پھر التفات ناظرین باتمکین کے اختیار میں ہے۔

۱۔ صفحہ پر فرماتے ہیں۔ یہ مسائل بحر الحل دعوے کی پیداوار ہیں اور حق کہ
ایک زمانے بعد سے قصوری نے بھی چراغ ضلالت کے صفحہ پر یہی موقف
دہرایا ہے۔ کہ بریلوی انگریزوں کی پیداوار ہیں۔ انگریز اور شہید نے انہیں
پر پیسہ اور پیسہ چھاپا گیا انگریز کے زمانہ میں کسی بریلوی کو کالا پانی ہوا جب
وغیرہ وغیرہ۔ مودبانہ گذارش ہے کہ مولانا اسماعیل دہلوی کو تمام ہندوستان
سے چندہ اکٹھا کرنے کی اجازت جو انگریز بہادر نے دی تھی اور تمام ہندوستان
سے مجاہدین کی مسلسل کمک روانہ کی جاتی رہی اور ناکامی کی صورت میں انہیں
جبل جیسے بھیجا۔ تاکہ یہ مطلوب جبال جہاد کا منصب خود چھانا شروع کر دیں۔ مدد
یہ سب حضرات انگریز سے جہاد کیوں نہیں کرتے تھے۔ انگریز کو تمام دہلی
اور پنجاب ہندوستان میں پاؤں جمانے کے لئے کھلا چھوڑ کر رنجیت سنگھ پنجاب کے
سکھوں سے جہاد کیسے فرض تھا۔ بلکہ آپ کے شہید صاحب نے تو صراحت
انگریزوں سے اجتناب کر رہا ہے بلکہ انہیں اپنا محسن اور دوست مانا ہے۔
مولانا نے خود چھپ چکے ہیں اور محمد اکرم صاحب ایم۔ اے کی تاریخ اسلام
موج کوثر اس کی شاہد عادل ہے۔ باقی سنی بریلوی حضرات کے پاؤں میں کالا پانی
پہنچنے کی بات تو یہ اتنا بڑا سفید جھوٹ ہے کہ جس کی مثال ملنی ناممکن ہے مولانا
فضل حق خیر آبادی انگریز کے سبب سے فرنگی کی مخالفت کے۔ وہ کون تھے جو

انڈمان میں سالہا سال تک محبوس رہے۔ حضرت قبلہ [illegible] صاحب سیالکوٹی
رحمۃ اللہ علیہ ان میں تھے جن کی تلوار کے سایۂ ہما پایہ کے نیچے سید احمد و مولانا اسماعیل
شاہ بخاری نے انگریز سے لڑنا تھا۔ اور آپ کے اسلاف کی وطن دوستی اور انگریز
دشمنی خواب ایسی عالم نشرح ہوئی ہے کہ کسی صاحب سے اس کا چھپانا ناممکن ہے
رسالہ تو اذا خفات ابو صیحہ [illegible] دیکھو حیات طیبہ مرزا حیرت دہلوی کا صفحہ [illegible] ملاحظہ
کرو۔ تواریخ عجیب کا صفحہ [illegible] غور سے پڑھو اور انگریز روح کا شاہکار پڑھنا ہو تو
سوانح احمدیہ صفحہ [illegible] اور صفحہ [illegible] کی آتش شفقی کی [illegible] کی آگ سے ملاحظہ کیجئے
ہوگا۔ گو ایسی سب رو پایا اور غیر منصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں
بتلاتی رہی ہے یہ مجاہدین وطن تو صرف اتنا کہیں گے کہ اگر ان ہندوؤں کے نام تو لوگ
بہادروں کے زیر پہلوؤں ناکاموں کے وظیفہ خواروں کے ساتھ [illegible] کا دور ختم
کے روپیہ کی جھنکار میں اسے کلاس کی جان اور پیچھے بال بچوں [illegible] وطن کے
چنگارہ ہوتے تو ہم بھی مان لیتے کہ یہ لوگ واقعی سب وطن [illegible] ہیں [illegible] مسلم
نہیں کیونکہ مذہب اسلام کے لئے [illegible] گرفتار ہوئے [illegible] سے کی ہے
حرمتی قدمت صحابہ کے ایک دشمن میں [illegible] صدیق اور شیخ [illegible] دیا۔

دیوبندی حضرات اگر ہندوستان کو واقعی دارالحرب سمجھتے تھے تو پھر
یہاں سے ملک بدر کیوں نہیں ہو جاتے تھے۔ صرف صدقات [illegible]
روزی حاصل کرنے اور سود خواری کرنے [illegible] جائز فرمانے [illegible] تو

انہوں نے یہ ڈھونگ رچایا تھا۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اور علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی بھی دیوبندی تھے مگر اس ڈھکی پروگرام پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہوئے۔ انگریز کو تو وہ بھی برا سمجھتے تھے۔ لیکن ان کی بہی خواری اور ہندوؤں کی کھلی پجاری کو اسلام اور مسلمانوں کے لئے سخت نامناسب سمجھ کر مسلمانوں کو ہندوؤں کی معاونت اور شرکت سے سختی کے ساتھ روکا۔

مفکر ملت علامہ اقبال مرحوم نے دیوبندی حضرات کی اس دوہری غلطی پر ہی کردہ شہرۂ آفاق شعر لکھا تھا…… جس پر ان مجاہدین ملت نے علامہ مرحوم کو اس قدر مغلظات سنائیں۔ کہ توبہ ہی بھلی۔ جلسوں اور تقریروں میں اتنا کچھ کہا اور لکھا کہ سات سمندروں کے پانی بھی ان کی سیاہی نہیں دھو سکتے۔
"کیوں ہیں نے غلط کہا ہے" اب بغلیں کیوں جھانکتے ہو۔

۲ - بشریت بخاری ص۳ جن چیزوں میں تقابل نہ ہو ان سے "یا" کا لفظ داخل کر کے سوال کرنا غیر معقول ہے" گویا نور اور بشریت ایک جنس ہیں۔ ان میں اختلاف اور تضاد نہیں۔ لہٰذا یہ سوال کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے یا بشر بالکل غلط ہے۔ تو قبلہ یہ دلیل آپ کے عقیدہ میں تو جاری ہو سکتی ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو من حیث الذات صرف اپنے جیسا بشر اور من حیث الاحترام صرف وصف ہدایت و تبلیغ کی وجہ سے منیر اور منور مانتے ہیں۔ کما سیاق کنفی ابعی۔ لیکن جو لوگ نور کو بھی ذات کا حصہ سمجھتے ہیں وہ تو یہ سوال

یقیناً کر سکتے ہیں کیونکہ تخلیق ذات کی ہوتی ہے وصف کی نہیں۔ حضور نے اول ما خلق اللہ وصفک نہیں فرمایا۔ بلکہ اول ما خلق نور نبیک فرمایا ہے۔ آیا خیال شریف میں، رسالت و نبوت یقیناً صفت ہے اور صفت کے لئے ، موصوف کا وجود شرط ہے۔ لہٰذا۔ کنت نبیا و آدم بین الماء والجسد کی حدیث کی رو سے اس وقت نبوت کس ذات ممدوح و موصوف کی صفت تھی بشریت تو ابھی گوندھی جا رہی تھی فرمایا۔ منجدل بین الماء والطین۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ؟

صرف نور ہی نہیں بلکہ منیر بھی مانتے ہیں آپ کے قدم پاک سے تمام عالم کو نور ملا۔ یعنی آپ نور مجسم نہیں ہیں بلکہ مجازی طور پر ہدایت کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے آپ کو منیر کہا جا سکتا ہے۔ یہ آپ کا انعام تو نہیں ہے یہ تو اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا۔ سراجا منیرا۔ پہلے حوالہ کی توضیح میں بھی یہ بات عرض کی جا چکی ہے کہ اگر یہ نورانیت ذات کی خبر نہیں محض تعبیری اور مجازی صفت ہے تو کنت نبیا الخ اور اول ما خلق اللہ نور نبیک میں نبوت کس ذات کی صفت تھی کیونکہ بشریت تو اس وقت ہی نہیں دوم تخلیق ذات کی ہوتی ہے اور صفت اس موصوف کو عارض ہوتی ہے اگر آپ کہیں کہ نور سے مراد روح ہے تو پھر روحیں تو سب کی انبیاء ہوں یا غیر اجسام سے پہلے تخلیق کی گئی۔ جیسا کہ حدیث میثاق سے ثابت ہو رہا ہے۔ اور نبوت بھی سب

انبیاء کی روحوں کے لیے ذکر دیا گیا ۔ قولہ تعالیٰ
وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ
پھر آپ کی خصوصیت اور تحدیث نعمت کے طور پر اس فضیلت کے ذکر
کرنے کا کیا فائدہ ؟

ج: تمام کفار بشریت کو منافی سمجھتے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔
اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ (اعراف)
اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ (یونس)
ان دونوں آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ کفار حیرت کا اظہار کرتے تھے
کہ ہم ہی میں سے ایک آدمی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی یا ذکر نازل ہوتا ہے۔
گویا کفار بشریت کو معمولی چیز سمجھتے تھے۔ یہی تو ظلم ہے اکثر کفار نے جب اپنی
ظلمت بھری بشریت اور اللہ تعالیٰ کی قدوسیت کے درمیان جو فاصلہ اور
بُعد نظر آتا تھا۔ تو وہ اس کو حیرت کے ساتھ بیان کرتے تھے کہ ہم جیسی پستی
میں ہیں اور اللہ تعالیٰ جیسی بلندی اور رفعت میں ہیں ان حالات میں یہ
رشتہ وحی کا … نا ممکن ہے چونکہ کفار صرف اپنی بشریت کو معیار حق سمجھتے
تھے اور اسی سے اس رشتہ کی عظمت اور طوالت کی پیمائش کرتے تھے۔
تو حیران ہوتے تھے سب کفار اگر مطلق بشریت کو حقیر سمجھتے تھے تو پھر
ان کا یہ دعویٰ کرنا غلط تھا کہ ہم پر قرآن کیوں نازل نہیں ہوتا اللہ کا فرشتہ [illegible]

پاس کیوں نہیں آتا۔ خدا خود ہمیں کیوں کلمہ نہیں کہلا دیتا۔ اس لئے کفار نے ہر جگہ اپنی مثلیت پر زور دے کر حضور کی نبوت کا انکار کیا ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کو اپنی بشریت کے مماثل تام سمجھ کر حقیقت کو بھی مماثل سمجھا ہے۔ اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مقدس مرتبۂ وحی کا انکار کیا ہے۔ ملاحظہ ہوں۔ حسب ذیل آیات۔

قوم نوح۔ فقال الملأ الذین کفروا من قومه ما نراک
الا بشرا مثلنا (ہود)

ان کی قوم کے کفار نے کہا ہم تمہیں اپنا جیسا بشر سمجھتے ہیں۔

قوم عاد۔ ما هذا الا بشر مثلکم یاکل مما تاکلون منه
ویشرب مما تشربون ولئن اطعتم بشرا مثلکم
انکم اذا لخاسرون (مومنون)

یہ تو تمہارے جیسے بشر ہیں کیونکہ جو چیز تم کھاتے ہو یہ بھی کھاتے ہیں اور جو پانی تم پیتے ہو یہ بھی پیتے ہیں اب اس حالت میں (جبکہ ان میں کوئی فضیلت کی وجہ موجود نہیں) اور تم اپنے جیسے انسان کی اطاعت کرلو تو تم بڑے خسارے اور ٹوٹے پانے والوں میں سے ہوگے۔ گویا وہ صاف طور پر اپنے جیسے بشر سمجھنے کی دلیل میں اس غیر افضلیت اور عدم تفاوت کا تذکرہ کر رہے ہیں کہ اگر یہ نبی ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے کسی خاص کھانے اور پینے کا انتظام کرتا

جب ایسا نہیں ہے پھر افضلیت کی کوئی وجہ نہیں ہے اور کم از کم انسانی عقل وشعور کی بنا پر انسان اپنے سے افضل اور زائد ہی کی اطاعت پر تیار ہو سکتا ہے ۔ چنانچہ آگے دیکھئے ۔

قوم ثمود ۔ ما انت الا بشر مثلنا ۔

اصحاب ایکہ ۔ قالوا ما انتم الا بشر مثلنا (یٰسین)

قوم فرعون انؤمن لبشرین مثلنا وقومھما لنا عابدون (مومنون)

کیا ہم ایسے لوگوں کی بات مان لیں جو بالکل ہمارے جیسے ہیں بلکہ ہم سے کم ہیں کیونکہ ان کی قوم ہماری نوکر اور خادم ہے ۔ اور ظاہر ہے کہ خدام کی اطاعت سردار قوم کس طرح کر سکتی ہے دیکھ لیجئے سب کفار کو یا ایک ہر قسم کا طاعون چمٹا ہوا ہے ۔ ایک ہی طرح کا تپ لازم ہے ۔ سب کے سب ایک ہی دلیل دیتے جا رہے ہیں ۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ ہر قوم کی طرف سے فرماتے ہیں کہ ہر زمانہ میں جو لوگ بھی ایمان سے محروم رہے ہیں ۔ انہیں یہی عارضہ لاحق ہوا ہے کہ پیغمبر بالکل ہمارے جیسے بشر ہیں ان میں ظاہری افضلیت دنیاوی برتری شاہی شان وشوکت کی کوئی علامت موجود نہیں پھر ہم کس طرح ان کی اطاعت کر لیں ۔ انہیں خدا کا نبی و رسول مان کر ان کی غلامی کا طوق گلے میں ڈال لیں ۔

کفار مکہ ۔ واسروا النجوی الذین ظلموا ھل ھذا الا بشر مثلکم افتاتون السحر (انبیاء)

ظالموں نے آپس میں خفیہ انکار نبوت کی بھی دلیل وضع کی ۔ یہ تمہارے جیسا انسان ہی تو ہے کیا تم پھر اس کی باتوں سے اور معجزات و خوارق سے متاثر ہو کر اسے نبی و رسول مان لوگے ۔ یہ باتیں تو جادوگر میں بھی ہو سکتی ہیں ۔ اس میں بھی کچھ تاثر اور انفعال کی جھلک موجود تھی اس لئے فوراً انہوں نے اس دلیل کو بدلا کہ ہم اگر اسے جادوگر تسلیم کریں پھر بھی اپنے سے زائد کوئی ذکوئی وصف تو اس میں ہم نے تسلیم کر لیا یہ نہیں بلکہ وہ تو سحر زدہ ہے یعنی مسحور آدمی کی طرح الٹی سیدھی باتیں کرتا رہتا ہے ۔

واذ یقول الظالمون ان تتبعون الا رجلا مسحورا (بنی اسرائیل)

اور فاقد العقل اور سحر زدہ انسان کی اتباع تو بالکل گئی بات ہے ۔

اس آیت سے یہ بات واضح ہو گئی کہ کفار کے معجزات و خوارق کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا نشان تھے ۔ سحر سے تعبیر کر کے اس کی قیمت کو کم کرنے کی سعی نا مشکور میں مصروف رہتے تھے ۔ جیسے کہ آج کل کے خوارج و معتزلہ کرامات کو شیطان کا عمل سمجھتے ہیں ۔ ملاحظہ ہو بلغة الحیران رسالہ ابن تیمیہ ۔ اور کمال یہ ہے کہ ابلیس ملعون کے کمالات کے اقرار و اثبات سے ان کی توحید بالکل نہیں سرکتی ۔ ہرگز ہرگز اس میں دراڑ نہیں پڑتی ۔ تعالی اللہ عما یقول الظالمون ۔

شاہ صاحب رقمطراز ہیں ۔ آن ۔ بی بشریت کا انکار جاسد بغض ۔ ان

بالا کر رہے ہیں۔ (جنہیں آپ گذشتہ اور آئندہ اوراق میں باطل کو فروغ دیتے ہیں)
دیانت داری اور خوف خدا اگر کوئی معنی رکھتا تو ہر قاری کو یہاں صرف چند لمحے
کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ مندرجہ بالا آیات قرآنی میں ان کفار نے
بشریت انبیا کا انکار کیا ہے یا اقرار؟

اگر بلا شبہ اقرار کیا ہے تو آپ نے کیا سمجھا ہے کہ اس کے اثبات
و اقرار پر مصر رہنا کفار کا شیوہ معلوم ہوتا ہے یا ایمان والوں کا۔ اور
اللہ تعالیٰ کیا انہیں انبیاء کی مثلیت کے دعوٰی اور نبوت و رسالت کے
انکار کی وجہ سے کافر نہیں فرماتا ہے۔

آج بھی اکثر مسلمان اسی کا اقرار "مثلی البشریت" کا انکار کرتے ہیں اور
معجزانہ نورانی نبوت کے انکار کو خروج شریعت سمجھتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں۔
"اگلے زمانے کے کفار کہتے تھے کہ بشر نبی نہیں ہو سکتا۔ اور آج کل کے مسلمان
کہتے ہیں نبی بشر نہیں ہو سکتا۔"

شاہ صاحب کے اس الٹ پھیر کا مطلب صاف ہے کہ آج کے مسلمان
کل کے کافر ہیں۔ لیکن اس جملہ کی تشریح ان سابقہ سطور میں مفصل عرض
کی جا چکی ہے کہ دراصل کفار مثلیت انبیاء کے مدعی تھے۔ اور یہی وجہ کفر کی
تھی۔ ورنہ وہ تو بشریت کا صاف صاف ہر آیت میں اقرار کر رہے ہیں
ڈھول پیٹ رہے ہیں پھر وہ آج کل کے مسلمانوں کی طرح کیسے ہو گئے۔

آج اور کل کیا بلکہ ہمیشہ سے اہل حق اہل سنت والجماعت کا اجماع اثبات پہ
چلا آیا ہے کہ انبیا صرف بشر نہیں ہوتے بلکہ سید البشر سید ولد آدم
احمد نور من نور اللہ ہوتے ہیں اور انبیا کرام کو اپنے جیسا بشر کہنا سمجھنا
باعث ہلاکت اور موجب ضلالت ہے۔ کما سیاتی وانشا۔

آگے فرماتے ہیں۔ "کل کے کافر جو چیز مشاہد تھی یعنی بشریت اس کو
مانتے تھے۔ نبوت کو نہیں مانتے تھے اور آج کل کے مسلمان نبی تو مانتے
ہیں بشر نہیں مانتے۔" جو چیز مری ہے (نبوت) اسے مانتے ہیں اور جو
چیز مشاہد ہے (بشریت) اس کا انکار کرتے ہیں" اھ ک۔

ذرا خط کشیدہ الفاظ کا تقابل بار بار کر کے پھر بھی غور فرمائیے اور ساتھ
ہی ذرا کان لگا کر سنئے۔ قبلہ شاہ صاحب یہ بھی کوئی عقل کی بات ہوئی
جو چیز مشاہد اور محسوس ہے وہ تو ہے ہی جھگڑا تو غیر مشاہد کا ہے۔ انبیاء
کی بشریت جو مشاہد ہے اسے تو ہر زمانہ کے کفار تسلیم کرتے آئے ہیں۔
لیکن نبوت و نورانیت جو غیر مشاہد تھی اسے کل کے کافر بھی نہیں مانتے
تھے اور آج کل کے بعض مسلمان بھی نہیں مانتے ہمارا ایمان تو یہ ہے آپ کی
نورانیت بھی بشریت کی طرح مشاہد و محسوس تھی جیسا کہ صحیح احادیث سے
ثابت ہے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت و نورانیت
کے انکار پر تعجب نہیں آتا کیونکہ غیر مشاہد جو ہوئی، اس لئے کفار کا متفقہ

فیصلہ تھا ہم رب کو بھی نہیں مانیں گے۔ جب تک وہ ہمیں محسوس نہ ہوگا نظر نہیں آئے گا۔ فرمایا

لا نؤمن حتی نری اللہ جھرۃ

ان گنتاخیوں بشریت۔ یعنی ایسی بشریت جس میں ہر زمانہ کے کفار شریک ہیں کے انحصار پر جناب کو بھی مایوسی اور حیرت حاصل ہو رہی ہے

ع۔ تفو بر تو اے چرخ گردوں تفو

اب ذرا احادیث کی رو سے مختصراً یہ ملاحظہ فرمائیے کہ کیا انبیاء ہمارے جیسے بشر ہوتے ہیں؟

(۱)۔ أخرج ابن سعد عن عطا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا معاشر الانبیاء تنام اعیننا ولا تنام قلوبنا۔ (الحدیث)

فرمایا ہم انبیاء کا گروہ ہیں ہماری آنکھیں سوتی ہیں اور ہمارے دل نہیں سوتے۔ بخاری ص ۱۶۹ ج ۱

(۲)۔ دوسری روایت جو ذرا طویل ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے فرشتے اقرار کرتے ہیں:۔

فقالوا ان لصاحبکم ھذا مثلا فاضربوا له مثلا فقال بعضهم انه نائم وقال بعضهم ان العین نائمة والقلب یقظان فقالوا

الدار الجنۃ والداعی محمد صلے اللہ علیہ وسلم فمن اطاع محمدا فقد اطاع اللہ ومن عصی محمدا فقد عصے اللہ و محمد فرق بین الناس ۔ مشکوٰۃ شریف صـ ۲۵

پھر انہوں نے آپس میں کہا کہ اس کی تشریح کرو کہ یہ بھی سمجھ جائے تو ان میں سے بعض نے کہا کہ یہ تو سو رہا ہے بعض نے کہا نہیں آنکھیں سوتی ہیں دل جاگ رہا ہے ۔ تو انہوں نے کہا وار یعنی وہ گھر بہشت ہے ۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دعوت کی طرف بلانے والے جو ان کی بات مان کر اطاعت کرے گا اس نے اللہ تعالیٰ کی بات مان لی ۔ اور اطاعت کی ۔ اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ۔ اور یہی وہ محمد رسول اللہ ہے جس کے ماننے سے مسلم اور کافر کا فرق ظاہر ہوتا ہے ۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کو تو کافر بھی تسلیم کرتے ہیں فرق تو صرف آپ کی ذات بابرکات سے ہوتا ہے ۔ جو مانے وہ مومن جو نہ مانے وہ کافر ۔

(۳) ۔ ان احادیث پر آپ نے غور فرمایا کہ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم عام انسانوں کی طرح دکھائی دیتے ہیں کیا عام انسانوں کا اقرار بھی خدا کا اقرار ہے ۔ مشکوٰۃ شریف صـ ۱۱۰ پر حدیث شریف میں موجود ہے آپ نے صحابہ کو فرمایا نفل نماز کھڑے ہو کر پڑھا کرو بیٹھ کر پڑھنے سے اس کا ثواب آدھا ہو جاتا ہے ۔ صحابہ نے دیکھا کہ آپ بیٹھ کر نفل پڑھ رہے ہیں ۔

عرض کیا حضرت ہمیں تو حکم دیا ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھو اور آپ بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں۔ فرمایا۔

لست کاحد منکم

میں تم میں سے کسی ایک جیسا بھی نہیں ہوں۔ صحابہ نے اس لفظ کو سنا اور یاد کیا۔ اہل لغت تھے فصاحت و بلاغت کے ماہر تھے۔ کسی نے نہیں کہا حضرت آپ ہماری طرح کھاتے ہیں پیتے ہیں بازاروں میں چلتے ہیں پھر آپ ہماری طرح کیوں نہیں۔ لیکن آج کل کے گمراہ بے علم جاہلوں پر سب قرآن و حدیث آئینہ ہو گیا ہے اور انہیں ہر جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جیسے انسان ہی نظر آتے ہیں۔

ذرا کلیجہ تھام لیجئے اور ان منیر و منور ماننے والوں کی تشریح البشریت بھی کان لگا کر سنئے ۔ ؟

"عالم البشریت بخاری ص ۱۰ آپ آدم کی اولاد میں سے تھے آمنہ کے لڑکے عبداللہ کے بیٹے تھے حلیمہ کا دودھ پیا تھا۔ گیارہ بیویوں سے بیاہ کیا صدیق و فاروق کے داماد تھے حضرت عثمان و علی کرم اللہ وجہہ کے خسر ہوئے۔ زینب و رقیہ کے والد ہوئے حسنین کے نانا کہلاتے پھر بھی آپ کی بشریت محل بحث ہے" اھ ک

بجا یا عرض ہے کہ کسی اہلسنت والجماعت کے صاحب قلم کا ایک

تھکیا ایک سطر دکھلا دیجئے۔ جس میں ان چیزوں کا انکار ظاہر ہوتا ہو، ان
ان چیزوں کی آڑ لے کر کلام سے نبوت کا انکار ضرور ملا جلا دکھانے کیلئے
قرآن ملاحظہ ہو۔

وقالوا مال ھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق
لولا انزل الیہ ملک، او یلقی الیہ کنز او تکون لہا
جنۃ، یاکل منہا وقال الظالمون ان تتبعون الا
رجلا مسحورا انظر کیف ضربوا لک الامثال فضلوا
فلا یستطیعون الیہ سبیلا

کفار نے کہا اس رسول کو کیا ہوا ہے کہ کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے اور اس کی تائید میں کوئی فرشتہ اللہ تعالیٰ نے کیوں نہیں بھیجا یا غیب سے انہیں کوئی خزانہ مل جاتا یا کوئی باغ ہوتا جس میں سے کھاتے اور ظالموں نے کہا تم تو ایک سحر زدہ انسان کی اتباع کرتے ہو۔

اے محبوب دیکھو کیسی کہاوتیں تمہارے لئے بنا رہے ہیں۔ یعنی کن کن باتوں میں تمہارے ساتھ اپنی مماثلت کا پرچار کرتے ہیں یہ تو گمراہ ہو چکے اب یہ کبھی ہدایت کی طرف راہ نہیں پا سکیں گے۔ کیونکہ اپنے جیسا سمجھنے کے بعد کس طرح اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ بلکہ یہ لوگ گستاخی اور توہین کرنے کے بعد ایسی حد پر پہنچ گئے ہیں کہ ان کی توبہ بھی قبول نہیں ہو سکتی

معاذ اللہ۔ خلاصۃ الفتاوی صلاح۳۸۶ میں محیط سے نقل کیا ہے۔

من شتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم واھانہ او عابہ فی امور دینیہ اوفی شخصہ اوفی وصف من اوصاف ذاتہ سواء کان الشاتم مثلا من امتہ او غیرھا سواء کان من اھل الکتاب او غیرہ ذمیا کان او حربیا سواء کان الشتم او الاھانۃ او العیب صادرا عنہ عمدا او سھوا او غفلۃ او جدا او ھزلا فقد کفر خلودا بحیث ان تاب لم یقبل توبتہ ابدا لا عند اللہ ولا عند الناس ۔۔۔ والفرق بین سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وبین سب اللہ تعالی ان یقبل توبتہ من سب اللہ تعالی ولا یقبل توبتہ من سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اھ

فرماتے ہیں جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتا ہے آپ کی اہانت کرتا ہے یا عیب لگاتا ہے خواہ وہ عیب دین کے امور میں ہو یا آپ کی ذات سے متعلق ہو یا وصف میں ہو وہ بکواس کرنے والا امتی ہو یا یہودی و نصرانی ذمی ہو حربی خواہ وہ عیب لگانا اس سے عمداً صادر ہوا ہو یا سہواً غلطی کے ساتھ غفلت کی وجہ سے اس کے منہ

سے بات نکل گئی توہین کا ارادہ نہ تھا۔ خوش طبعی اور مزاح کے طور پر اس نے ایسا کہہ دیا یا سچ سمجھ کر۔ وہ ہمیشہ کے لئے کافر ہو گیا۔ اس طرح کہ اس کی توبہ بھی قبول نہیں ہو سکتی نہ خدا کے نزدیک نہ لوگوں کے نزدیک متقدمین و متاخرین کے نزدیک اس کی سزا قتل ہے۔ کوئی شخص بادشاہ یا اس کے نائب کے سامنے اس حکم کو رد کرنے کرانے کے لئے چارہ جوئی اور سفارش نہ کرے۔۔ صاحب الشفاوی دو سطر آگے چل کر لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر سب کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب میں کہ اللہ تعالیٰ کو گالی دینے والے کی توبہ تو قبول ہو سکتی (یعنی وہ مسلمان ہو جائیگا تو اسلام سے سب گناہ دھل جاتے ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کی ہرگز توبہ قبول نہیں ہو سکتی کیونکہ آپ کے آستانہ کے بعد کوئی آستانہ رب نے نہیں بنایا جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شان میں گستاخی کرنے کی معافی مل سکتی ہو۔

سن لیا آپ نے اپنے ائمہ احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کا فتویٰ سابقہ آیت کریمہ سے قطعاً یہ ثابت ہو چکا ہے کہ کفار یہ تشبیہیں مماثلت ثابت کرنے کے لئے دیتے تھے انکار کمالات نبوت و رسالت کے لئے بات چیت تھے مقصد یہ تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ انظر کیف ضربوا لک الامثال۔ اے حبیب دیکھئے تو سہی ظالم کیسی مثالیں دیتے ہیں۔ یہ کبھی راہ پر

پاسکیں گے۔ اب اگر کوئی مسلمان یا امتی انہیں الفاظ کو دہراتا ہے خواہ اس کا کوئی مقصد ہی ہو۔ تو وہ کفار کا آموختہ دہرا رہا ہے۔ اس کی وہی سزا ہے جو چوری کی ہے فقہا لکھتے ہیں اگر کوئی کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے میلے کچیلے ہوتے تھے اور آپ نہایت مسکین وخستہ حال تھے تو کافر ہو جائے گا۔ پچ ہے...

با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار

اب ذرا ایمان والوں کی دو چار باتیں بھی سن لیجئے۔

(۵)۔ اخرج ابن عساکر عن علی ابن ابی طالب قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو اخذ شعرۃ یقول من اذی شعرۃ من شعری فالجنۃ علیہ حرام۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے اپنے ہاتھ میں ایک بال پکڑ رکھا تھا فرمایا جس شخص نے میرے بال کو تکلیف دی (یعنی اس کی توہین کی یا عیب لگایا) اس پر بہشت حرام ہوگی۔ جامع صغیر امام جلال الدین صفحہ ۱۳۳...

(۶)۔ اخرج الحمد نوثن ان رجلاً جلسا وکعب الاحبار قریب منہا۔ فقال احدھا رأیت فیما یری النائم

كان الناس حشروا والنبيين كلهم لهم نوران
نوران ورأيت لاتباعهم نورا نورا ورأيت محمد
صلى الله عليه وسلم وما من شعرة في رأسه ولا
في جسده الا فيها نور ورأيت اتباعه ولهم نوران
نوران ۔ قال كعب اتق الله يا عبد الله وانظر ما
تحدث به فقال الرجل انما هي رؤيا منام رأيته
فقال كعب والذي بعث محمدا بالحق وانزل
التوراة على موسى ابن عمران هذه التي كتاب
المنزل على موسى ابن عمران كما ذكرت ۔
حجة الله على العالمين

اکثر محدثین نے یہ حدیث شریف نقل کی ہے کہ وہ آدمی بیٹھے ہوئے
بات کر رہے تھے اور حضرت کعب احبار بھی ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے
ایک آدمی نے کہا میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو
اور تمام لوگ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ ان میں پیغمبروں کو دیکھا کہ ان میں سے
ہر ایک کے لئے دو دو نور ہیں اور ان کے تابعداروں کے لئے ایک ایک
نور ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ سر پر نور ہے اور آپ کے
جسم مبارک کا کوئی بال نہیں تھا خواہ وہ سر میں تھا یا باقی جسم میں مگر نور چمکتا تھا

صہ آپ کے تابعداروں کے لئے دو دو نور تھے۔ حضرت کعب نے فرمایا اور خدا کے بندے اللہ سے ڈرو وہ سچ ہے جو کہا ہے سو قاص نے کہا کہ ہاں بھئی میں نے جو خواب میں دیکھا ہے وہی کہہ رہا ہوں۔ کعب نے کہا کہ مجھے خدا کی قسم ہے جس نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل فرمایا ہے اور موسیٰ ابن عمران پر توراۃ نازل فرمائی توراۃ میں بھی بالکل یہی کچھ لکھا ہے جو تو نے کہا ہے یعنی یہ صرف خواب کا واقعہ نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی بالکل یہی تعریف و توصیف بہت آسمانی میں مذکور ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ۔

(۷)۔ اخرج ابو داؤد الطیالسی والحارث ابن ابی اسامۃ وابو نعیم عن عائشۃ ھذا الحدیث وفی آخرہ فجعلت لا یلقانی حجر ولا شجر الا قال السلام علیک یا رسول اللہ۔

یعنی شق صدر کی حدیث کو ابو داؤد و حارث بن ابی اسامۃ اور ابو نعیم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اس کے آخر میں اتنی زیادتی مروی ہے کہ اس واقعہ کے بعد میں جس درخت یا پتھر کے پاس سے گذرتا وہ مجھ پر ان الفاظ السلام علیک یا رسول اللہ سے سلام کیا کرتے

(۸)۔ ابن عساکر نے جلہمہ بن عرفطہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ قریش

یا اور وہ لوگ سخت قحط میں مبتلا تھے۔ قریش جمع ہو کر حضرت ابو طالب
کے پاس آئے اور کہا اے ابی طالب

اقحط الوادی واجدب العیال فھلم فاستق فخرج ابو طالب
ومعہ غلام کانہ شمس تجلت عنہا سحابۃ وحولہ
اغیلمۃ فاخذہ ابو طالب فالصق ظہرہ بالکعبۃ ولاذ
فی الغلام باصبعہ وما فی السماء قزعۃ فاقبل السحاب
من ھھنا وھھنا واغدق واغدودق وانفجر الوادی
واخصب النادی والبادی وفی ذالک یقول ابو طالب۔

وابیض یستسقی الغمام بوجہہ
ثمال الیتامی عصمۃ للارامل

یعنی قریش نے ابی طالب کے پاس قحط سالی کی شکایت پیش کی اور
ش طلب کرنے کے لئے دعا کی استدعا کی تو ابو طالب گھر
سے نکلے اور آپ کے ساتھ ایک بچہ تھا جس کا چہرہ سورج کی طرح
تا تھا جس سے بادل چھٹ گیا ہو۔ اور ارد گرد اور بچے بھی تھے۔
طالب نے اسی چاند کی صورت والے کو پکڑ کر اس کی پیٹھ کعبہ کی
طرف لگائی اور اس بچہ نے بھی اوپر انگلی سے کچھ اشارہ کیا۔ اس وقت
آسمان پر کہیں بادل کا نشان موجود نہ تھا کہ ہر طرف بادل گھر آئے اور

ایسے برسے کہ سب جل تھل ہو گیا۔ اور پھر جب قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت شروع کی تو حضرت ابی طالب نے انہیں وہ واقعہ یاد دلانے کے لئے یہ شعر پڑھا کہ یہ وہی بچہ ہے جس کی برکت سے کل تک تم قحط سالی سے بارش کی دعائیں کرتے تھے اور یہ یتیموں کی خدمت گذار اور بیواؤں کا پاسدار چلا آیا ہے۔ سبحان اللہ یہ وہ معجزہ ہے۔ جو خشک کھجور کے ستون کے ساتھ لگی تھی۔ تو وہ خشک لکڑی زندہ ہو گئی۔ احادیث میں یہ واقعہ بالکل مشہور ہے۔

• بیہقی نے ابی ہریرہ سے اور ابن عساکر نے ابی امامہ سے روایت کیا ہے کہ آپ جب چلتے تو سخت پتھر پر آپ کے قدموں کے نشان ہو جاتے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ قریش نے کاہنہ سے جا کر پوچھا کہ مقام ابراہیم پر جو قدم کا نشان ہے ہم میں سے کس کا نشان قدم اس کے مشابہ ہے۔ اس نے کہا کہ ایک سفید چادر بچھاؤ اور اس پر علیحدہ علیحدہ قدم رکھو تو میں بتلا دوں گی۔ چنانچہ ایسا کیا گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مشابہ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کا ہی نشان ثابت ہوا چنانچہ اس واقعہ کے تقریباً بیس سال بعد اپنے نبوت کا اعلان کر دیا اور تبلیغ شروع کر دی

۱۰۔ جو جانور ہر وقت سست ہو اور بیکار ہوتا وہ صحابہ آپ کی خدمت میں پیش کرتے اور آپ آہستہ قدم کی ٹھوکریں لگاتے تو وہ باد پا ہو جاتا

اخرج مسلم عن ابی ہریرۃ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم بعث رجلا ناقۃ فقال یا رسول اللہ قد اتیتنی ناقۃ ان تبعث ناقۃ فضربہا برجلہ قال ابو ہریرۃ والذی نفسی بیدہ لقد رایتہا تسبق القائد

۱۱۔ بخاری و مسلم نے حضرت انس سے روایت کیا ہے اور ابو داؤد نسائی اور دار قطنی نے حضرت عثمان ابن عفان سے روایت کیا شیخین نے احد پہاڑ کا ذکر کیا ہے اور ابو داؤد اور نسائی نے کوہ ثبیر کا ذکر کیا ہے کہ آپ کے ساتھ ابو بکر و عمر بھی تھے رضی اللہ عنہم۔ پہاڑ لرزنے لگا حتی کہ اس کی چوٹی کے پتھر بھی گرنے لگے تو آپ نے پاؤں مبارک زمین پر مارا اور فرمایا ٹھہر جا تم پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۹۹ ابو داؤد باب الخلفاء صفحہ ۲۹۱ اس حدیث شریف سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھیوں کی زندگی کے اہم واقعات کا بھی یقینی طور پر علم حاصل تھا اور آپ کے قدم مبارک میں اللہ تعالیٰ نے وہ طاقت عطا فرمائی تھی کہ لرزتے ہوئے پہاڑ ٹھہر جاتے

میرا مقصد ان احادیث کے نقل کرنے سے صرف یہ ہے کہ میں معجزات

کے مقبر بشر جیسا ہے جیسا بشر کھانے والا پینے والا بازاروں میں چلنے والا انسان ۔ دیکھا ہے ہنستے حلق سوکھ کر کانٹا ہو گئے ہیں زبانیں خشک ہو گئی ہیں قلم ٹوٹ گئے ہیں کیا کوئی ایسی پیٹھ کوئی ایسا قدم کوئی ایسا ہاتھ کوئی ایسا کان کوئی ایسا جسم بلکہ جیسا چہرہ دکھا سکتے ہیں اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو کچھ شرم و حیا سے کام لینا چاہیے ۔ وہ ایسا بے مثل بے مثال انسان تھا کہ ایسا دوسرا انسان اللہ تبارک و تعالیٰ نے نہ پیدا کیا نہ پیدا کرے گا نہ پیدا ہو سکتا ہے ۔ ھذا ھو الحق المبین ۔

قرآن کریم کی بے شمار آیات سے ثابت ہے کہ تمام انبیا حضرات لوازمات بشریت کے ساتھ متصف تھے لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے وہ تمام آیات صرف اُن لوگوں کی جواب دہی کے لئے نازل فرمائیں جو لوگ ان لوازمات بشریت کو نبوت و فردنیت کے منافی سمجھتے تھے ۔ فرمایا ۔

— ولقد ارسلنا رسلا من قبلک وجعلنا لھم ازواجا وذریۃ ۔

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ لوازمات بشریت جو انبیا کو عطا کئے گئے ۔ عام انسان مومن و کافر سب ان کے حامل ہیں یہ بات باعث نزاع اور محل بحث ہے ۔ اب اسی آیت کریمہ کو لے لیجئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے انبیاء کو بیوی بچے عطا کئے تھے کیا انبیا کی بیویاں عام بیویوں کی طرح ہیں اللہ تعالیٰ نے صراحت فرما دیا ۔

يٰنِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ

اے پیغمبر علیہ السلام کے بیویو تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔

اب فرماتے ہیں تو دیکھتا ہوں بیوی ہے تو بجائے خود رہے جس گدھے جس اونٹ جس گھوڑے سے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سواری فرمائی ہے اس جانور جیسا کوئی دوسرا جانور نہیں ہو سکتا۔ آپ اُٹھتے ہوئے تاڑ سے بھو کر کس کام ہیں مامور من اللہ ہیں اور آنحضرت صلی اللہ اللہ علیہ وسلم جس روز مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے اور سب لوگ خواہشمند تھے کہ آپ ان کے گھر میں نزول فرمائیں۔ تو آپ نے حکم دیا کہ میری اونٹنی کو کھلا چھوڑ دو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے جہاں رب تعالیٰ کا حکم ہوگا وہیں بیٹھے گی۔ چنانچہ وہ اونٹنی حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر جا کر بیٹھی۔ جن کے پاس بادشاہ کی امانت موجود تھی وہ ایک خط تھا جو نسلاً بعد نسلٍ حضرت ابو ایوب کے ہاتھوں تک پہنچا اور آ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا تھا۔ اس واقعہ کو مفصل طور پر اصحاب سیر نے ذکر کیا ہے۔ فتح مکہ کے دن راستہ میں قصواء کے بیٹھ جانے کا واقعہ بخاری شریف میں موجود ہے آپ نے فرمایا یہ تھکی نہیں بلکہ جس نے حابس الفیل ہے۔ اسے اس ذات نے روک لیا ہے جس نے اصحاب فیل کے ہاتھیوں کو روک لیا تھا۔ پھر آپ نے

اور وعدہ کا عہد فرمایا کہ میں بیت اللہ کا احترام کرونگا اور قریش کو ایسی حالت تو انہیں امان دونگا وغیرہ ۔

بشریت مسلک پہ لکھتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ قول و فعل اور نبوت و رسالت اگر ہے تو بشر ہے چونکہ آپ بھی نبی تھے لہٰذا بشر تھے ۔

لیکن حضرت جی اللہ تعالیٰ نے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھی رسول من الملائکہ فرمایا ہے پھر قول فعل اور رسالت اگر ہے تو بشر ہے۔ کس طرح سچ ہوگا یا ایک صفت کے لئے جبرئیل علیہ السلام کو بھی بشر مان لینے میں کیا جرم ہے آپ کے عقیدہ میں فرق نہیں آنا چاہئے۔ کتنی گہری ہے ان لوگوں کی جہالت اور کتنی تام ہے ان کی ہٹ دھرمی یہ تمام آیات و حوالہ جات تو ان لوگوں کے سامنے پیش کرنے چاہئے تھے جو لوگ نبوت کو بشریت کے منافی کہتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔

وما منع الناس ان یؤمنوا اذ جاءھم الھدیٰ الا ان قالوا ابعث اللہ بشرا رسولا

لوگوں کو ہمیشہ اس بات نے ایمان لانے سے روک دیا ہے کہ کیا انسان بھی رسول ہو سکتا ہے ایسے ہر عقیدہ رکھنے والوں کی تردید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔

قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ ۔ اے محبوب تم فرماؤ

فرما دو کہ دیکھو میں تم سے مثل انسان ہوں اور میری طرف وحی بھیجی جاتی ہے اور کچھ لوگ ایسے تھے جن کا عقیدہ تھا کہ انسان نبی و رسول تو ہو سکتا ہے مگر ہم میں سے اس میں کچھ افضلیت ہونی چاہیئے۔ یعنی دنیاوی مال و متاع حکومت سرداری وغیرہ اُن کے جواب میں وہ سابقہ آیات اتری جو پہلے لکھی جا چکی ہیں۔ جن میں بشر مثلکم کی بحث ہے۔

عجیب منطق :۔ فرماتے ہیں افضلیت بشر کے دلائل ذکر کرنے کے بعد خلاصہ یہ ہے اگر سراغ لگائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر نہ ماننے والوں کا منشاء کیا ہے تو معلوم ہوگا کہ بشر نے بشر کی حقیقت نہیں جانی اور انسان سے انسانیت کی قدر نہیں پہچانی۔ اگر نور بشر سے افضل ہے تو بشر نہیں کہنا ہوگا۔ اور اگر بشر افضل ہے تو پھر نور نہیں ہوگا۔

یہ ہے وہ اصل مطلب والی بات جس کے لئے اتنے پاپڑ بیلے گئے ہیں۔ کیا؟ ہر بشر نور سے افضل ہے۔ کیا ابوجہل عتبہ و شیبہ وغیرہ بھی حضرات جبرائیل و میکائیل سے افضل ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

فرماتے ہیں پہلے یہ طے کر لینا چاہیئے کہ خلق خدا میں نور افضل ہے یا بشر۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ولقد کرمنا بنی آدم ولقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔

غور فرمایئے۔ کتنا بلند وبالا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار قسمیں کھا کر خالق خدا میں انسان کے احسن تقویم ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔

کیا آپ نے فضلنا ھم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا کے مبارک الفاظ پر بھی غور فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب فرمایا کہ بے شک بہت سی مخلوقوں میں سے ہم نے انسان کو افضلیت عطا فرمائی ہے۔ معلوم ہوا کہ کوئی ایسی مخلوق بھی ہے جو انسان سے افضل ہے۔ لہذا اہلسنت والجماعت کا سلفاً خلفاً یہی عقیدہ چلا آرہا ہے۔ کہ انبیاء کرام تمام ملائکہ سے افضل ہیں۔ اور بعض ملائکہ عام انسانوں سے افضل ہیں اور بعض انبیاء بعض انبیاء سے افضل ہیں۔ اور بعض انسان بعض ملائکہ سے افضل ہیں۔ ملاحظہ ہو مرام الکلام فی عقائد الاسلام مصنفہ مولانا عبدالعزیز پرہاروی اور شرح عقائد نسفی وغیرہ۔ علاوہ ازیں احسن تقویم کا معنے افضل کس جاہل نے لکھا ہے احسن تقویم کا معنی تو اعضا کی خوبصورتی اور تناسب سلامتی اور موزونیت ہے۔

بشریت ص۴۸ سب سے پہلے شیطان نے بشر کو بنظر حقارت دیکھا۔ قبلہ! شیطان نے آدم علیہ السلام کی بشریت کا انکار نہیں کیا بلکہ ان کی بشریت کی آڑ میں خلافت ربانی اور کمالات نبوت کے استحقاق کا انکار کیا ہے۔ جیسا کہ خلقتہ بیدی کے الفاظ سے ظاہر ہورہا ہے یعنی

ہیں نے اسے اپنے ہاتھوں سے تخلیق فرمایا ہے۔ یہ صرف بشر نہیں محض طین اور صلصال نہیں بلکہ عالم اسما وکلہا ہے۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ کا اہل مستحق ہے۔ فرمایا:۔

نفخت فیہ من روحی فقعوا لہ سٰجدین

میں نے اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی اور پھر ملائکہ اس جلوہ خداوندی کو دیکھ کر جو قل الروح من امر ربی سے واضح ہو رہا ہے عظمت علمی حق معیت استحقاق خلافت الٰہی تخلیق بایدی خاص اور امر رب کا سجدہ کیا تھا۔ نہ صرف بشر ہونے کی وجہ سے اس کا سجدہ کیا تھا جیساکہ علامہ بیضاوی کے کلام سے ظاہر ہو رہا ہے۔

بشریت بخاری " تمام کائنات آدم کیلئے پیدا کی گئی حتیٰ کہ ملائکہ بھی جنہوں نے انسان اول کا سجدہ کیا اور اب بھی یستغفرون للذین آمنو ایمان والوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہیں۔

گویا ملائکہ انسان کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں لہٰذا ان سے انسان مطلق افضل ہوا۔

فائدہ:۔ قابل غور بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیات میں یا دیگر مقامات پر جہاں بھی انسان کی عظمت بیان فرمائی ہے وہ صرف اس حیثیت سے نہیں کہ وہ مٹی یا صلصال۔

یا بد بو دار کیچڑ سے یا مٹی سے ترکیب دیا گیا ہے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ چیزیں تو کسی صورت میں افضلیت کا باعث نہیں اور نہ قرآن نے انسان کی ان چیزوں سے تخلیق منت و عظمت بیان کرنے کے لئے بیان فرمائی ہے بلکہ اسے اپنی حقیقت حقیرہ اور ابتدائے ضعیفہ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور اپنی قدرت کاملہ اور صنعت باہرہ کے کمال کا اظہار کیا ہے کہ دیکھو تم کیا تھے اور ہم نے تمہیں کیسا بنایا سورہ پھر جاب انسان کو چارپایوں سے زیادہ گمراہ بتلایا گیا۔ ھم کالانعام بل ھم اضل۔ وہ چارپایوں کی طرح ہیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں یا دوسری جگہ فرمایا

خلقنا ہ من نطفۃ فاذا ھو خصیم مبین۔

معنی :۔ اسے پانی کے ذلیل قطرہ سے پیدا کیا ہے پھر دیکھو ہمارے منہ آتا ہے۔ ہمارے ساتھ جھگڑا کرتا ہے۔ تیسری جگہ فرمایا :۔

ھو اعلم بکم اذ انشاکم من الارض واذ انتم اجنۃ فی بطون امھاتکم فلا تزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقٰی

وہ اللہ تمہاری حقیقت کو تم سے بہتر جانتا ہے تمہیں اس زمین سے پیدا کیا اور پھر تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں حمل کی شکل میں تھے پھر اپنی جانوں کو مقدس بناؤ وہ خوب جانتا ہے۔ جو پرہیزگار ہیں۔ چوتھی جگہ فرمایا :۔

الم نخلقکم من ماء مھین فجعلناہ فی قرار مکین الی

قدر معلوم فقدرنا فنعم القادرون

کیا ہم نے تمہیں ایک بے قدر پانی سے پیدا نہیں کیا پھر اسے ایک محفوظ جگہ پہ رکھا۔ ایک معلوم اندازہ تک پھر ہم نے اندازہ فرمایا ہم کیا اچھے اندازہ لگانے والے ہیں۔ پھر فرمایا۔

قتل الانسان ما اکفرہ من ای شئ خلقہ من نطفۃ خلقہ فقدرہ

مارا جائے انسان کیسا منکر ہے (وہ یہ نہیں دیکھتا) کہ ہم نے اسے کس حقیر چیز سے پیدا کیا ہے اسے قطرہ سے پیدا کیا ہے پھر اسے طرح طرح کے اندازوں پہ رکھا۔ اس قبیل کی سیکڑوں آیات قرآن میں موجود ہیں۔ معلوم ہوا انسان اول کی فضیلت بھی صرف آدمی اور بشر ہونے کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ خلیفۂ ربانی عالم علم کلی اور قدرت کاملہ کا مظہر اول ہونے کی وجہ سے تھی اس وقت عفو فرمان برداری قصور (نسیان) میں گناہ کو اپنی طرف نسبت کرنا۔ حکم خداوندی کا زمین میں اجراء و نفاذ کرنا یہ تھے فضیلت کے وجوہات۔ اور اسی لئے مطلق انسان کو اللہ تعالیٰ نے تنبیہ اور زجر فرمائی۔

یاایھا الانسان ما غرک بربک الکریم الذی خلقک فسوٰک۔

اے انسان تجھے اپنے کریم رب کے ساتھ کس چیز نے مغرور کر دیا ہے

انا ھدینٰہ السبیل اما شاکرا و اما کفورا۔

ہم نے انسان کو سچا راستہ دکھلایا پھر وہ یا شاکر نعمت ہوتا ہے یا منکر
مت۔ اب میں پھر شاہ صاحب کی پہلی بات کی طرف لوٹتا ہوں۔ کہ
بشر ہونا بہت بڑی چیز ہے۔ دیکھئے نوری ملائکہ اس کا سجدہ کرچکے ہیں
س کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ سجدہ کا حال تو مفصل عرض کیا
جا چکا ہے۔ کہ وہ کس بات کا کرتے ہیں۔ باقی خدمت وہ صرف اللہ
وں کی کرتے ہیں۔ جیسا کہ للذین امنوا کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ وہ
نسان کی عظمت اس کی بشریت کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے ایمان
مقبول خداوندی ہونے کی وجہ سے ہے۔ لہٰذا یستغفرون لمن فی الارض
بھی مومنین صالحین ہی مراد ہوں گے۔ ورنہ کافروں منکروں پر تو
ملائکہ عذاب لاتے تھے اسی لئے یہود جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام
دشمن سمجھتے تھے فرمایا۔

من کان عدوا لجبریل و میکال۔

جب کفار ان کے دشمن ہیں تو یہ ملائکہ بھی ضرور ان کے دشمن
گے۔ کیونکہ ملائکہ کا کفار کے لئے بخشش مانگنا تو امید ہے۔ آپ
جائز نہ سمجھتے ہوں گے۔ باقی رہا کفار کے لئے معاش اور رزق کا
م کرنا یہ صرف وعدہ الٰہی کو پورا کرنے کے لئے ہے نہ کہ ان کی بخشش

کی وجہ سے ورنہ پھر یہ کفار بھی مطلق نور سے افضل ہوں گے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ بشریت منکہ سے آگے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کے دلائل عنایت فرمائے گئے ہیں۔ کفار نے بھی کہا۔

ان انتم الا بشر مثلنا

پھر ہم امتی مسلمان کیوں نہ کہیں کہ انبیاء ہمارے جیسے بشر تھے؟ پھر ظاہر ہے کہ آپ خدا بھی نہیں اور رسول بھی نہیں اب تیرا یہ قول کفار نے کیا جو آپ ان سے بنا چاہتے ہیں تو آپ کی خوشی۔ حالانکہ ان آیات سے تو کفار کے عقیدہ کی تردید اور بطلان مقصود ہے۔ یہ کہ وہ پوری مثلیت کے قائل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی زبان سے کفار کے اسی مثلیت تامہ کے وہم کو دور کرنے کے لئے ولکن اللہ یمن علیٰ من یشاء من عبادہٖ اور یوحیٰ الی کہلوایا۔ لکن استدراک اور دفع وہم کے لئے ہوتا ہے۔ اگر مثلیت تامہ ہی مقرر کرنا تھا تو استدراک کی بالکل ضرورت نہ تھی۔

فرمایا ایک کو نبوت مل گئی نیابت الٰہیہ حاصل ہوگئی۔ ظلمت سے نور کی طرف آگیا۔ دوسروں کو پاک کرنے والا بن گیا۔ سارے جہاں کا معلم مقرر ہو گیا۔ کلام خداوندی کے اسرار و رموز کو کما حقہٗ جاننے والا حکمت اور دانائی کو تمام عالم میں پھیلانے والا ہو گیا پھر تم کس طرح کہتے ہو کہ وہ تمہارے جیسا بشر ہے۔ اسی وہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

ایکم مثلی اور لست عاجد منکم سے دور فرمایا کہ یہاں مثلیت جنسی اور ربی کی تقسیم بالکل بے سود ہوگی۔ کیونکہ مثلیت نوعی اور جنسی کے تو نہ کفار منکر تھے نہ انبیاء جھگڑا صرف مثلیت ربی ہی کا تھا کفار کہتے جب ہم تم ایک جنس سے ہیں پھر ہم کیوں نبی بن سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ اللہ کی دین ہے۔ جسے دیدے

واللہ یعلم حیث یجعل رسالتہ۔

جس ظرف میں نبوت و رسالت رکھی جاتی ہے تم اس کی حقیقت سے ناواقف ہو۔ اسے صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اور سوچو بھی ہے کہ غیر نبی کے مقام و رتبہ کو کس طرح سمجھ سکتا ہے۔ اور آپ ٹھہرے افضل الرسل۔ لہٰذا ظاہر ہے کہ دوسرے رسل و انبیاء بھی آپ کی حقیقت پر مطلع نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ مفضول افضل کی حقیقت پر کس طرح مطلع ہو سکتا ہے۔ لیکن بعض جہال حقیقت بشریہ اور حقیقت محمدیہ میں فرق نہیں کرتے دونوں کو مساوی سمجھ کر کفار و مشرکین کا پرانا آموختہ دہرانا شروع کر دیتے ہیں۔ فوا اسفا علیٰ ما فرطنا۔

بشریت مشت میں خدا ہوں نہ خدائی اوصاف سے متصف ہیں خدا کا ایک بے اختیار و بے بس بندہ ہوں"۔

دروغ گو را حافظہ نباشد کہ مصداق۔

جناب کو یاد نہیں رہا۔ کہ مشتعل پر کیا لکھ آیا ہوں۔ وہاں تحریر فرمایا ہے۔
"عجب کہ خالق اکبر کی صفات عالیہ کا آئینہ دار اور صفات سبعہ الٰہیہ کا مظہر
اتم گو ہے تو مظہر ہے"۔ جو وقت صفات الٰہیہ کی آئینہ دار ہو اور قدرت
و ارادہ خداوندی کا مظہر ہو وہ یک لخت بے اختیار اور بے بس و
لاچار کس طرح ہو گئی۔

خسرو کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

حدیث: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے کہ دو آدمیوں پر حضور غضبناک ہو گئے اور ان پر لعنت فرمائی
حضرت عائشہ نے عرض کیا اور تو ہر آدمی خیر سے کچھ نہ کچھ ہوتا
ہو گا لیکن ان کے پلے تو خیر سے کچھ بھی نہ رہا۔ فرمایا کیا بات ہے۔
عرض کیا آپ نے ان دونوں آدمیوں کو لعنت فرمائی ہے۔ فرمایا
کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں نے اپنے رب سے عہد کر رکھا ہے۔

اللّٰھم انما انا بشر

بس اگر میں کسی مسلمان کے حق میں لعنت یا سب کروں تو تو
اسے اس کے حق تطہیر بنا دے" سبحان اللہ غالبًا اسی لئے ایک
گمرہ ان تمام غضبناکیوں اور لعنتوں کو سمیٹ رہا ہے تاکہ بالکل ہر

ظاہر و مطہر ہو کر اپنے رب کے حضور پیش ہو، تمام کتب سماویہ میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خاصہ نشان ذکر فرمایا گیا ہے آپ فظ و غلیظ نہ
ہوں گے۔ گالیاں دینا سب کرنا لعنتیں بھیجنا بازاروں میں شور کرنا
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کس طرح صفت ہو سکتی ہے جبکہ مولیٰ کریم
خود فرماتے ہیں۔

انک لعلیٰ خلق عظیم

شاید آپ لوگوں کے نزدیک یہی خلق عظیم کی علامتیں ہوں
ہاں کفار کے حق میں لعنت کا ذکر احادیث میں آیا ہے لیکن ان کی
تکفیر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یا للعجب

س (۲) آپ کی توہین یقیناً ایمان کی موت اور کفر ہے۔ مگر آپ کو
بشر سمجھنا اور بشر کہنا عین ایمان ہے" اس عبارت سے آپ نے کیا
سمجھا ہے؟ ایک تو بغیر لفظ تعظیم مطلقاً بشر کہنا ہی عین ایمان ہے
سید البشر خیر البشر وغیرہ الفاظ کہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

دوم جب بشر کہنا عین ایمان ہے ہوا تو نور کہنا بشریت کے
منافی ہے۔ لہٰذا نور کہنا عین کفر ہوگا۔ کیونکہ یہ آپ کے خیال مبارک
میں رسول کی توہین ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت ذکر فرمائی
ہے۔ اللہ نور السموٰت والارض۔ اس لئے اللہ تعالیٰ

نے قرآن کو تورات کو انجیل کو ایمان کو عمل کو قرآن میں نور فرمایا ہے۔
اللہ تعالیٰ کا مقصد اس سے ان چیزوں کی توہین کرنا ہی ہے؟ یہی چیز
دراصل باعث نزاع ہے اور یہی جملہ محل بحث ہے۔ کہ جب عوام اپنے
روزمرہ گفتگو میں لفظ بشر او تحقیر ہی کے لئے استعمال کرتے ہیں جس سے
جو جرم سرزد ہو جائے۔ دوسرا کہتا ہے میاں ہم نے دو بیارہ البشر
ہی تو ہے اور کفار بھی ہر زمانہ میں اس لفظ کو توہین ہی کے لئے استعمال
کرتے آئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ایسا لفظ انبیاء پر استعمال کرنا کفر تو نہیں
ہے جس سے توہین کا وہم پیدا ہوتا ہو۔ فرمایا۔
لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا۔ الایہ
لا تجعلوا دعاء الرسول کدعاء بعضکم بعضا۔
رسول علیہ الصلوۃ والسلام کو ایسے ناموں سے ایسے لہجے سے نہ پکارو
جیسا تم ایک دوسرے کو آپس میں پکارتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بھی پیغمبروں
کے لئے جہاں اس لفظ کو استعمال کیا تعریف کے لئے نہیں بلکہ کفار کا
رد ہو دور کرتے کے لئے فرمایا۔ یہ لوگ تمہارے اندر رہتے بستے ہیں کھاتے
پیتے ہیں۔ ان کے اعمال واخلاق کی بلندی دیکھو خدائی کا دعویٰ نہیں
رکھتے صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیابت وخلافت کا دعویٰ رکھتے ہیں۔
جیسا کہ الھکم الٰہ واحد کے مبارک الفاظ سے صاف واضح ہے جو نہ یہ

کون سا مشکل مسئلہ اور ناقابل قبول تقریر تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں
اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تم خود کہہ دو کہ میں تمہارے جیسا
انسان ہوں لیکن مجھے اللہ کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔ کفار آپ کی بشریت
کے خود بخود قائل تھے۔ تثلیث کے معترف تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے
مزعومات کو دہرا کہ ان کو کون سی توحید کی دعوت دی۔ یہ سوچنے کی بات
ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ عبث کلام کرنے سے اللہ تعالیٰ پاک ہیں۔ لہذا ان
آیات کے دو ہی مقصد ہو سکتے ہیں ایک تو یہ جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔ کہ
یہ لوگ ایک عام کھلی ہوئی واضح بات کہتے ہیں الوہیت کا ادعا نہیں
کرتے بیشک بندہ خدا نہیں ہو سکتا۔ یا پھر ان لوگوں کا جواب ہے جو
محض بشر کے نبی ہونے کے منکر تھے اسے محال سمجھتے تھے
فرمایا اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تم کہدو کہ یہ کون سا استحالہ ہے میں
انسان بھی ہوں اور رسول بھی۔ ادعائے رسالت سے انسان خدا تو
نہیں بن جاتا کیونکہ یہ ہر طرح محال ہے۔

ہم نے کسی اہلسنت والجماعت کے کسی عالم کسی قلمکار کی زبان
و قلم سے آج تک یہ نہیں سنا کہ تمام رسول انسان نہیں ہوتے بلکہ فرشتے
ہوتے ہیں یا خدا ہوتے ہیں۔

ہاں خدا کے بعد تمام مخلوق خواہ وہ فرشتے ہوں یا جن یا انسان

پیغمبر سب سے افضل و اعلیٰ ہوتے ہیں۔ ایسے انسانوں کے مانند ہرگز نہیں ہوتے جنہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کمثل الحمار یحمل اسفارا

سے چارپائے بروکتابے چند

یاہم کالانعام بل ھم اضل

وہ انسان ہوتے ہوئے عام انسانوں کی مانند نہیں ہوتے۔ بشر ہونے کے باوجود لوازمات بشریت میں تمام مخلوق میں بے مثل ہوتے ہیں۔ ملاحظہ ہو کنز العمال ج ۷ صفحہ خ ج ۲ ابن عساکر والدیلمی عن رجالہ ان اسید ابن ابی اباحن مسح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجہہ والقی یدہ الی صدرہ فکان اسید یدخل بیت المظلم فیضی۔ ابن عساکر اور دیلمی نے اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اسید ابن ایاس کے چہرے اور سینہ پر پھیرا تو اس کا چہرہ اور سینہ اس قدر روشن ہو گیا کہ اسید اندھیری کوٹھڑی میں داخل ہوتا تو وہ بھی روشن ہو جاتی۔

سبحان اللہ یہ وہ ہاتھ ہیں کہ جن کی تعریف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ید اللہ فوق ایدیہم

اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم یہ تمہارا ہاتھ نہیں یہ اللہ کا ہاتھ ہے۔

وما رمیت اذ رمیت ولٰکن اللّٰہ رمٰی

یہ مٹی جو تم نے پھینکی ہے اور مٹی کی ایک مٹھی تمام کفار کے
آنکھوں میں داخل ہو گئی ہے۔ یہ تم نے نہیں پھینکی یہ اللہ نے پھینکی
ہے۔ اسی لئے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

عبد دیگر عبدہٗ چیزے دگر
ما سراپا انتظار او منتظر
عبدہٗ صورت گر تقدیر ہا
اندرہ ویرانہ ہا تعمیر ہا

۲۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ اخرج البیہقی عن عائشہ
رضی اللہ عنہا قالت اتانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بثوب فیہ تمثال عقاب فوضع یدہٗ علیہ فاذھبہ اللہ
بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ایک ڈھال لائے اس پر عقاب کی
تصویر بنی ہوئی تھی اپنا ہاتھ مبارک اس پر رکھا۔ تو وہ تصویر بالکل غائب
ہو گئی۔

۳۔ حضرت جابر ابن عبد اللہ کی دعوت کا واقعہ تمام سیرت کی کتابوں
میں مذکور ہے کہ جب اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے

بھوک کے آثار دیکھے تو بیوی کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ کھانے
کو کچھ ہے۔ بیوی نے کہا یہ بکری اور کچھ بچا ہوا آٹا ہے۔ اس نے بکری ذبح
کی اور آٹا پکانے کے لئے کہا اور وہ کھانا ایک لکڑی کے پیالے میں ڈال
کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا آپ نے فرمایا سب قوم
کو بلاؤ وہ سب آگئے فرمایا نہیں تھوڑا تھوڑا کر کے میرے پاس بھیجو۔
چنانچہ جب ایک گروہ کھا لیتا تو دوسرا آجاتا۔ حتی کہ سب نے پیٹ بھر
کر کھا لیا تو پیالہ میں کھانا بالکل اسی طرح موجود تھا۔ جس طرح پہلے تھا
آپ نے سب کھانے والوں کو کہا کہ خبردار کھانا کھاؤ۔ لیکن کوئی شخص ہڈی
نہ توڑے۔ آپ نے وہ سب ہڈیاں اسی پیالہ کے درمیان میں جمع فرمائیں
اور اپنا ہاتھ مبارک اس پر رکھا اور کچھ کلام فرمائی جسے ہم نہیں سن سکے

فان الشاة قامت تنفض اذنیها

وہ بکری آپ کے مبارک ہاتھوں کے نیچے سے کان جھڑجھڑاتی
ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ آپ نے فرمایا اے جابر اپنی بکری لو جابر اسے لے کر جب اپنی
عورت کے پاس آیا تو اس نے کہا یہ کیا ہے میں نے کہا خدا کی قسم یہ وہی
ہماری بکری ہے جسے ہم نے ذبح کیا تھا۔ حضور نے اللہ سے دعا مانگی
ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے اسے زندہ کر دیا ہے۔ میری بیوی نے
کہا۔ بیشک میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

جزء الله العالمین الازھریہ۔ مواھب لدنیہ میں اذربیجا کا لفظ ہے۔ جیسے شرح شمائل ملا علی قاری جلد اول ص ۲۳۹ میں ذربیجا ہے۔ بلا یہی کے لئے یہ لفظ زیادہ مناسب ہے۔

۲۔ طبرانی اور ابونعیم نے اپنی قرصافہ سے ایک طویل روایت نقل کی ہے۔ اس کے آخر میں ہے کہ

ہا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما بایعنا انا و امی وخالتی رجعنا من عندہ منصرفین قالت لی امی وخالتی یا بنی ما راینا مثل ھذا الرجل ولا احسن منہ وجھا ولا انقی ثوبا ولا الین کلاما راینا کان النور یخرج من فیہ۔ یعنی میری خالہ نے جب حضور کا معجزہ دیکھا تو مجھے کہا کہ مجھے ان کے پاس لیجاؤ۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ مجھے آپ کے پاس جانے سے منع کیا کرتی۔ میری ماں اور خالہ سب حاضر ہوئیں بیعت کی مسلمان ہوئیں اور جب لوٹیں تو کہا بیٹا ایسا خوبصورت خوب سیرت انسان ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ آپ جب کلام فرماتے تھے تو آپ کے دہن مبارک سے انوار کے شعلے نکلتے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔

ترمذی نے اسے حسن کہا ہے اور بیہقی نے اس کی تصحیح کی ہے کہ

عمرو ابن اخطب انصاری کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اور داڑھی پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی الٰہی اسے زینت بخش راوی کہتا ہے وہ سو سال سے اوپر زندہ رہے لیکن ان کے سر اور داڑھی میں سفید بال نہیں آئے اور ان کا چہرہ چاند کی طرح چمکتا رہا۔ پھر گو ہیں پر جھریاں نہیں پڑی ہیں۔

نسائی نے محمد ابن حاطب سے روایت کیا ہے کہ میں لڑکا تھا کہ جلتی ہوئی ہانڈی مجھ پر گر پڑی اور جسم جل گیا۔ میرا باپ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا آپ نے اپنے ہاتھ مبارک پر پھونک مار کر میرے جلے ہوئے حصے پر اسے پھیرا اور فرمایا اے رب اس کا دکھ دور کر حضرت صحیح الابانس مبہ میں اس وقت تندرست ہو گیا گویا مجھے کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے نقل کیا ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعرف باللیل اقبل الی المسجد بریح الطیب۔ یعنی آپ اندھیری رات میں مسجد کی طرف آتے ہوئے پہچان لئے جاتے اس خوشبو کی وجہ سے جو راستہ میں پھیل جاتی تھی۔ اس حدیث کو راوی نے ابراہیم نخعی سے

اور بزار و ابو یعلی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر سے ابو یعلی اور ابن حاتم اور ابو نعیم نے نقل کیا ہے کہ جب سورۃ تبت یدا ابی لہب نازل ہوئی تو ابی لہب کی بیوی عورا بنت حرب ہاتھ میں پتھر لئے ہوئے بڑے جوش و خروش سے تلاش کرتی ہوئی مسجد میں آئی۔ حضرت ابو بکر آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ عرض کیا حضرت وہ عورت بپھری ہوئی آرہی ہے مبادا وار کر جائے آپ نے فرمایا تسلی رکھو وہ مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گی پھر آپ نے جلدی سے قرآن پڑھنا شروع کر دیا وہ عورت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سر پر آن کھڑی ہوئی اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تیرا دوست میری ہجو کرتا ہے آپ نے جواب دیا میرا آقا شاعر نہیں ہے ہجو کرنا شاعروں کا کام ہے وہ نبی ہے۔ آپ نے حضرت ابو بکر سے فرمایا اس سے پوچھو میرے پاس کسی کو دیکھ رہی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے میرے اور اس کے درمیان پردہ کر دیا ہے یہ مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گی زوجہ ابی لہب نے کہا تو مجھ سے تمسخر کرتا ہے تیرے پاس تو کوئی بھی نہیں ہے۔

(۱) اب میں ایسے سب بشر دوں کو آواز دوں گا جنہیں قرآن و حدیث سے بشر مثلنا اور رجال منکم کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ کوئی ہاتھ کوئی جسم اس مبارک ہاتھ اور اس پاک جسم کی مثل ہے تو دکھا دو اور

ہرگز نہ دکھا سکو۔ اور ہرگز نہ دکھا سکو گے۔ تو اس دوزخ کے عذاب سے
ڈرو جس کا ایندھن ہیں ہر سب میرے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل
بننے والے کافر یہودی اور نصرانی ہیں۔ بخدا یہ بدترین عقیدہ ہے جو
کفار سے تمہیں ورثہ میں مل رہا ہے۔

اعاذنا الرحمٰن شرور الفتن

بحق حبیبہ

محمد و آلہ وسلم